

کرائے دار

محسن جاوید

۱۳ اپریل ۲۰۲۰

آج ۱۳ اپریل ۲۰۲۰ ہے۔ آج سے ٹھیک ۱۰۱ سال پہلے موجودہ بھارتی پنجاب کے شہر امرتسر میں واقع جلیانوالہ باغ میں بریگیڈیئر جنرل رینجیٹ ڈائیئر (Reginald Dyer) کے زیرِ کمان لگ بھگ پندرہ سو معصوم اور نہتے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ جنرل ڈائیئر نے ظلم کیا۔۔۔ بلاشبہ جنرل ڈائیئر برطانوی سامراج کے ظلم کی ایک سفاک مثال تھا۔ مگر ظالم سے ظلم کے علاوہ کسی اور چیز کی کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ اس دلخراش سانحے کا ایک اور تاریک پہلو یہ ہے کہ وہ سپاہی جنہوں نے اپنے برطانوی خداؤں کے حکم پر گولی چلائی، وہ گورے نہیں تھے، ان میں سے زیادہ تر کا تعلق گورکھا، سندھ اور سکھ رجمنٹ سے تھا۔ قصہ مختصر، گولی چلانے والے سپاہیوں کی چڑی کارنگ، گولی کھانے والوں کی چڑی کے رنگ سے مختلف نہیں تھا۔ گویا یہ سب کرائے کی بندوقیں تھیں، اور ان کا واحد مقصد اس دھرتی کے اصل مالکان کو ان کے اپنے گھر میں نوکر اور غلام بنا کر رکھنا تھا۔ یہ بھی کوئی نئی بات نہیں تھی۔ استعماری اور سامراجی قوتوں نے اپنے جبر کو مسلط کرنے کے لیے ہمیشہ ان کرائے کی بندوقوں کا سہارا لیا ہے، آج سے ۱۰۱ سال پہلے بھی اور دور حاضر میں بھی۔

گورے برصغیر پاک و ہند سے کوچ کر گئے، مگر کرائے کی بندوقوں کی ایک کثیر مقدار اپنے پیچھے دانستہ طور پر چھوڑ گئے۔ جاتے جاتے ان کرائے داروں کو ان کی خدمات کے عوض اس دھرتی کی وسیع و عریض زمینوں اور بنیادی اداروں کے ”مالک“ بھی بنا گئے۔ گوروں نے وہی کیا جو انہیں کرنا چاہیے تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے وہ کیا جو ہمیں کرنا چاہیے تھا؟ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ گوروں کے جانے کو بعد مادر وطن کو ان کرائے داروں کے تسلط سے بھی آزاد کروایا جاتا مگر افسوس کہ پرانے کرائے دار تو درکنار، ان کی دیکھا دیکھی، کچھ نئے طالع آزما کرائے دار بھی ان کے ساتھ جا ملے اور مل جل کر پورے ملک کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ آزادی تو لگئی مگر کرائے کی۔

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

(فیض احمد فیض)

آج بھی اس آزاد ملک میں کرائے کے افسر، کرائے کے جنرل، کرائے کے وزیر، کرائے کے صدر اور کرائے کے وزیراعظم بکثرت پائے جاتے ہیں۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ کچھ کرائے داروں کو پہچاننا بالکل بھی مشکل نہیں ہے۔ یہ ”عظیم“ کرائے دار آج بھی اپنی تاج برطانیہ اور سامراج کے ساتھ اپنی وفاداری، اور مقامی لوگوں پر کیے گئے مظالم کے عوض عطا کئے گئے تمغرات اور مختلف القابات، جیسے نواب بہادر جنگ، صاحب بہادر وغیرہ اپنے سینوں پر سجائے اس ملک کی زمین پر اترتے پھرتے ہیں۔ ان عظیم خاندانوں کا شجرہ نسب جاننا کچھ بھی مشکل نہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہم سچ جاننا ہی نہیں چاہتے، ورنہ اس ملک کے اصل مالکوں کو غدار کہنے والے یہ کرائے دار آپ کو اس حمام میں بہت آسانی سے، خاصی تنگی حالت میں ملیں گے۔ یہ کرائے دار آج بھی گوروں کا تھوکا چاٹتے ہیں۔ آج بھی وطن عزیز کے ہر سرکاری و نیم سرکاری ادارے میں یہ کرائے دار ابھرنے لگے اور اس

دھرتی کے عام شہری، اس ملک کے مالک ابن مالک کو اس کا حق دینے سے نہ صرف یہ کہ انکاری ہے بلکہ اس انکار کا اظہار ایک کرائے کی زبان میں کر کے مزید ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ ان عظیم خاندانوں کی عظیم الشان اولادیں آج بھی اس آزاد ملک کی مقننہ، فوج، عدالتیں، زمینیں، شوگر ملیں، تھانے، کاروبار، الغرض سب کچھ سنبھالے بیٹھی ہیں۔

بہر کیف باپ کی سزا بیٹے کو نہیں دینی چاہیے، یہ بہت زیادتی ہوگی۔ مگر باپ کی لوٹی ہوئی دولت بیٹے کو میراث میں دے دینا بھی زیادتی ہے۔ یہ میراث صرف اور صرف اس ملک اور اس ملک میں رہنے والے لوگوں کی ہے۔ مگر یہ میراث ان لٹیروں کی اولادوں سے واپس کیسے لی جائے؟ اس تاریخی نا انصافی کا ازالہ کس طرح کیا جائے؟

دیکھئے تاریخ اگر ہمیں کوئی ایک بات سکھاتی ہے تو وہ یہ ہے کہ طاقت آپ کو کبھی بھی کوئی کسی سنہری طشتی میں رکھ کر پیش نہیں کرتا، چاہے وہ آپ کا پیدائشی حق ہی کیوں نہ ہو۔ اس ملک کی دولت کو اس ملک کے اصل مالکان، یعنی اس ملک کے عام شہریوں تک پہنچانے کے لیے ہم سب کو ان کرائے داروں کے خلاف متحد ہونا پڑے گا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں:

جان گرگان و سگان از ہم جدا است
متحد جانہای مردان خدا است

(رومی)

منفہوم کچھ یوں ہے کہ بھیڑیوں، کتوں (اور موجودہ سیاق و سباق میں کرائے داروں) کی روح و جان الگ الگ ہے۔ تاہم مردان خدا اپنی روح و جان، اور سوچ اور کردار میں متحد ہیں۔ قومی سطح پر سوچ اور کردار کا یہ اتحاد تب ہی ممکن ہو سکتا ہے، جب ہم سب انفرادی سطح پر اپنے اندر جھانک کر اپنا احتساب کریں گے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہم سب بھی کرائے داروں کے زیر تسلط رہ کر کچھ حد تک اس ملک کے کرائے دار بن چکے ہیں۔ دودھ کا ڈھلا تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ کرائے داروں کے ان عظیم خاندانوں کی عظیم الشان اولادوں کا کچھ حصہ میں، آپ، اور ہم سب ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہم سب نے اس کرائے داری میں اپنا اپنا جائز حصہ ڈالا ہے۔ ہم سب نے اس ملک سے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق کرائے داری کی ہے۔ آپ پوچھیں گے بھلا کیسے؟ اس سوال کا جواب بہت آسان ہے، اس سوال کا جواب دراصل ایک اور سوال کی شکل میں ہے جو آپ اپنے آپ سے ابھی کر کے دیکھ سکتے ہیں: ”میں نے آج تک اس ملک کے عام آدمی کے لیے، جو کہ اس ملک کا مالک مکان ہے، کیا کیا ہے؟“ تو جناب، اگر آپ اپنے جواب سے مطمئن ہیں تو خوش ہو جائیے، آپ اس ملک کے حقیقی مالکوں میں سے ہیں، اللہ آپ کا زور و دبدبہ اور زیادہ کرے۔ تاہم اگر آپ میری طرح اپنے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو جان لیجئے کہ آپ بھی ایک کرائے دار ہیں، اور کرایہ بہت عرصے سے واجب الادا ہے۔